دل کی زندگی

عبد اللہ دانش

آج دلوں کی سرزمین اس قدر بنجر ہوگئی ہے کہ اس میں کوئی روئیدگی ٗکوئی سبزہ ٗ مہر و وفا کی کوئی کونپل تک نہیں پھوٹتی۔ ہر فرد اپنے دل کے ہاتھوں پریشان ہے ٗ دوسرے انسان کے دل کی آہوں ٗ سسکیوں کو ٗ سننے کی صلاحیت سے بھی محروم ہے۔ اپنے گھر سے لے کر باہر کی وسیع دنیا تک دلی صدمے وافر میسر ہیں ٗ غم جگہ جگہ ملتا ہے ٗ نفرت و کدورت کے چرکے قدم قدم پر لگ رہے ہیں۔

ہمارے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ ہمارے سینوں میں دل ٗ اور دل میں جذبات محبت موجود رہیں۔ زندگی ایک پھول ہے اور محبت اس کی مٹھاس ہے ٗ محبت سے ہی دل کی زندگی اور اطمینان کا سامان ہے۔ پاکیزہ اور پائیدار محبت کی خوبصورت راہنمائی ہمارے خالق نے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

فرمایا: اہل ایمان کے دلوں کو محبتِ الٰہی جوڑتی ہے نہ کہ دولت ٗ روئے زمین کے خزانے لٹا کر بھی دلوں میں محبت کی جوت نہیں جگائی جا سکتی۔ (الانفال: ۶۳) وہی اَرْحَمُ الرّاحِمین ماں کے دل میں بچے کی بے پناہ محبت ڈال دیتا ہے۔ پھر باپ کے دل میں ٗ بھائی کے دل میں بھائی کی ٗ میاں بیوی کے درمیان ٗ محبت جہاں بھی ہے ٗ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔

لیکن سب سے بڑھ کر تو اپنے خالق سے اور اس کے نبی ؐ سے محبت ٗ حاصل زندگی ہے۔

محبتِ الٰہی

شیخ بدر الدین عینی ؒ فرماتے ہیں: اسبابِ محبت تین ہیں: کمال ٗ جمال ٗ جود و سخا۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے لحاظ سے لامتناہی کمالات کا حامل ہے ٗ کوئی خوبی ناتمام نہیں ہے۔ اس کے کمالات کی کشش بندے کو گرویدہ کرتی ہے۔ جمال کے لحاظ سے بھی وہ ذات ٗ انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ یعنی اس جیسا کوئی حسین و جمیل نہیں۔ جود و سخا پر غور کریں ٗ ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شمار تک نہیں کر سکتے۔

اللہ کے نبی ؐ نے فرمایا: اس شخص نے ایمان کا شیریں مزہ پالیا جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو گیا۔ رضائے الٰہی کی مٹھاس تمام حلاوتوں سے زیادہ میٹھی ہے۔ ہم بے نصیب مسلمان اس مٹھاس سے اپنے دل خالی کر بیٹھے۔ اب محبتِ الٰہی کی حلاوت کہاں سے نصیب ہو؟ یہ کلام اللہ سے حاصل ہو گی۔ جب قرآن کریم کو دل کی دھڑکنوں میں اتارا جائے گا تو حُبِّ الٰہی کی سرسبز شاخیں 'کونپلیں اور کلیاں کھل جائیں گی۔ آگاہ رہو! ذکرِ الٰہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے (۱۳: ۲۸)۔ ذہنی سکون کی تلاش میں لوگ ملک ملک پھرتے ہیں۔ اطمینان قلب ظاہری نماز روزہ کرنے والوں کو بھی کم ہی میسر آتا ہے۔ کیونکہ دلوں میں حُبِّ الٰہی کے برابر برابر' اور کبھی بالاتر' اور بہت سی چیزوں کی محبت حسین بتوں کی شکل میں سجائی ہوتی ہے۔

ایک صحابی ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: حضور ؐ' ایسا عمل بتائیں کہ خدا اور بندگانِ خدا مجھ سے پیار کرنے لگیں؟ آپ ؐ نے فرمایا: دنیا سے بے نیاز ہو جا' خدا تجھ سے پیار کرے گا (ابن ماجہ)۔ اسی کو استغنا کہتے ہیں۔ حضور ؐ نے فرمایا: "الغنی غنی النفس" استغنا کی شان اور مقام دل ہے۔ ہمارے ماحول میں زاہد' اسے سمجھتے ہیں جو تارکِ دنیا ہو' میلے کچیلے کپڑے پہنے ہو' کسی گندی کٹیا میں بسیرا ہو' کسی سے سیدھے منہ بات نہ کرے۔ حالانکہ ارشادِ نبوی ؐ کے مطابق زہد یہ ہے کہ دل' غیراللہ سے بے نیاز ہو جائے' ؎ کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی

یہ استغنائے قلب جسے نصیب ہو جائے' چاہے امیر ہو' غریب ہو' اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو' ان پڑھ ہو' اس کے دل میں محبتِ الٰہی کا بیج ثمربار ہو گا۔ چاہے اسے عبادت و ریاضت مراحلِ چلّہ کشی کا کوئی موقع ہی نہ ملا ہو' تخمِ حُبِّ الٰہی اس کے دل کی زرخیز زمین کو مالا مال کر دے گا۔ فرعون کا جبر و قہر ایسے مومن کے ایمان اور اطمینان کو' ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ اسے سولی پر لٹکانے کا حکم مل جائے' تب بھی برملا کہے گا "فاقض ما انت قاض" (۲۰: ۷۲)۔ "تو جو کچھ کرنا چاہے کر لے"۔ اب مجھے اپنے خدا کی محبت کے سوا کسی کی پروا نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں مادہ پرستی نے اکثریت کو دولت کا پجاری بنا دیا ہے' جس کے نتیجہ میں دلوں کے اندر بے اطمینانی ہے۔ حصولِ سکون کے لیے نشہ آور چیزیں استعمال ہو رہی ہیں۔ راتوں کو فطری نیند غائب ہونے پر' خواب آور دوائیں استعمال کر کے 'مصنوعی طریقے سے نیند کا سامان ہو رہا ہے۔ بجلی کی تیز روشنیوں نے رات کے ستاروں کی جھلملاہٹ اور چاند کے نظاروں کی آیات کے نور سے محروم کر دیا ہے۔ ٹیلیویژن نے اہلِ ایمان کا ٹائم ٹیبل ایسا تلپٹ کیا کہ نہ نماز عشا باجماعت مقدر ہوتی ہے' نہ مسنون طریقے سے نماز عشاء کے فوراً بعد سونا قسمت میں ہے' نہ وقتِ سحر بیداری کی توفیق رہی۔

؎ شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

حضورؐ نے فرمایا: جو کوئی اللہ کی ملاقات کا آرزومند ہو گا' اللہ کو اس سے ملنے کی چاہت ہو گی۔ جو اللہ سے ملنا پسند نہیں کرے گا' اللہ اس سے ملنا پسند نہیں کرے گا (احمد)۔ اگر اللہ کے ساتھ بندے کا معاملہ صاف نہیں ہے بلکہ خدا کا چور ہے' تو کس منہ سے سامنے جائے گا۔ نری شرمساری ہے۔ ایک دوسرا شخص جس نے خدا کے احکام کی فرمانبرداری میں زندگی گزاری' نہ وہ خدا کے حقوق کا مقروض ہے نہ کسی بندے کے حقوق کا۔ اس کا دل تو ہر وقت چاہے گا کہ میں خوشی خوشی اپنے خالق سے جا ملوں۔ اسے کوئی حجاب نہیں' کوئی رکاوٹ نہیں۔ دل کا آئینہ صاف ہے' تو ڈر کس چیز کا؟

حُبِّ رسولؐ

خالق کی محبت دل میں جاگزیں ہو تو پھر اس کے رسولؐ کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے' جس کی راہنمائی خدا تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے (۶: ۳۳)۔

غازی علم الدین شہیدؒ ایک ترکھان کا نوجوان بیٹا کوچوان تھا۔ نہ کسی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی' نہ کسی دارالعلوم سے فارغ التحصیل۔ جونہی اسے گستاخ رسولؐ کی کتاب "رنگیلا رسول" کا علم ہوا' وہ کھانا پینا بھول گیا' اس کے دل میں حُبِّ رسولؐ سے لبریز ایمان نے جوش مارا اور شاتم رسول کو جہنم واصل کر کے' وہ پورے قلبی اطمینان کے ساتھ' ہنسی خوشی پھانسی پر لٹک گیا۔ اس کی شہادت پر' فلسفہ کا پی ایچ ڈی اقبال حسرت سے کہہ اٹھتا ہے "ترکھان دا منڈا اساڈے ساریاں تو بازی لے گیا' تے اسیں ویکھدے ای رہ گئے"۔

قاضی عیاضؒ نے "الشفاء" میں لکھا ہے: ایک رات حضرت عمرؓ رعایا کی خبرگیری کے لیے گشت کرتے کرتے ایک گھر کے پاس سے گزرے جس میں ٹمٹماتا ہوا چراغ جل رہا تھا۔ اندر ایک بڑھیا اون دھنک رہی تھی۔ ساتھ ساتھ محبت رسولؐ کا ترانہ نہایت جوش و خروش سے گا رہی تھی: موتیں تو بہتیری آتی رہتی ہیں' کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے مرنے کے بعد میرے حبیب و محبوب سے ملاقات ہو گی اور زیارت نصیب ہو گی۔ یہ ترانہ محبت سن کر حضرت عمرؓ کے قدم وہیں رک گئے' دل گرفتہ ہو کر بیٹھ گئے۔ بہت دیر تک یادِ رسولؐ میں روتے رہے۔

حضورؐ کی نعش مبارک صحابہ کرامؓ دفن کر کے فارغ ہوئے۔ خادم رسولؐ حضرت انسؓ سے دختر رسول فاطمہؓ بتول نے پوچھا: انس' کس حوصلے سے حضور اقدسؐ کے جسدِ مبارک پر مٹی ڈال کر آئے ہو؟ (البدایہ و النہایۃ)۔

وفات النبی ؐ کے بعد ایک دن حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور انسؓ، ام ایمنؓ (حضورؐ کی رضاعی ماں) کے ہاں پہنچے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ابوبکرؓ و عمرؓ نے کہا: کس لیے روتی ہو؟ حضورؐ کے لیے اللہ کے پاس اس دنیا سے بہتر نعمتیں ہیں۔خاتون نے کہا: بالکل، مجھے علم ہے کہ خدا کے ہاں دنیا سے بہت بہتر انعام ہیں۔مگر میں تو اس صدمے سے روتی ہوں کہ حضورؐ کے جانے کے بعد آسمانوں سے وحی آنا بند ہوگئی ہے۔یہ بات سن کر شیخینؓ بھی رونے لگے۔

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک آدمی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا: حضورؐ، آپ کی ذات مجھے میری جان، میری بیوی، میرے بچوں سے زیادہ محبوب ہے۔میرے گھر میں جب آپؐ کا ذکرِ خیر ہوتا ہے تو آپ کے شوقِ زیارت میں بے صبر ہو جاتا ہوں۔فوراً آکر آپؐ کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہوں۔جب مجھے اپنی اور آپؐ کی موت یاد آتی ہے، میں پریشان ہو جاتا ہوں۔آپؐ جنت میں داخل ہونے کے بعد، انبیاؑ کے ساتھ اعلیٰ منازل میں ہوں گے۔مجھے اندیشہ ہے کہ میں جنت میں آپ کی زیارتوں سے محروم نہ ہو جاؤں۔حضورؐ یہ بات سن کر خاموش ہوگئے تو جبریلؑ وحی لے آئے کہ "جو لوگ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریں گے (یعنی زبانی نہیں، عملی محبت) وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے ساتھ۔یہ آیت صاف اشارہ دے رہی ہے کہ جیسے اہل جنت کا جشن زیارتِ الٰہی ہوا کرے گا، ویسے ہی زیارتِ نبویؐ کے حسین مواقع بلا تردد حاصل ہوں گے۔اہل جنت حضورؐ سے ملاقاتیں، مصافحے، معانقے کرکے، آنکھوں کو فرحت اور دل کو سرور بخشیں گے۔انشاء اللہ!

حضرت حسانؓ نے حضورؐ کی مدح میں کیا خوب کہا ہے:

خلقت مبرا من کل عیب کانک قد خلقت کما تشآء

آپؐ ہر عیب سے پاک صاف پیدا کیے گئے ہیں۔گویا خالق نے آپؐ سے پوچھ پوچھ کر آپؐ کو بنایا۔

و اجمل منک لم تر قط عینا و احسن منک لم تلد النسآء

آپؐ جیسا خوبصورت کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں۔آپؐ جیسا حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

ربیعہؓ بن کعب اسلمی (خادم رسول اللہ ؐ) سے ایک رات حضورؐ نے فرمایا: مجھ سے کچھ مانگ لے۔انھوں نے کہا: حضورؐ! میرا سوال صرف یہ ہے کہ جنت میں آپ کی رفاقت نہ چھوٹ جائے۔آپؐ نے فرمایا اپنی تمنا کے حصول کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو (صحیح مسلم)۔

حضرت سہل ؒ بن عبداللہ کہتے ہیں: حبِ الٰہی کی نشانی حبِ قرآن 'حبِ قرآن کی علامت حبِ نبی ﷺ 'حبِ نبی ﷺ کی علامت حبِ سنت 'حبِ سنت کی علامت حبِ آخرت 'حبِ آخرت کی علامت دنیا سے بغض 'اور بغضِ دنیا کی علامت یہ ہے کہ دنیا کا ذخیرہ کرنے کے بجائے 'توشہ آخرت لے کر آخرت تک پہنچ جائے (الشفا)۔

کاش! آج کے اندھے دانش وروں کو آنکھیں نصیب ہوتیں 'تو رہبرِ کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع کمالات شخصیت نظر آجاتی۔ جن کو زندگی میں پاکیزگی ہی پاکیزگی 'افکار و کردار کا حسین امتزاج 'جن کی حیاتِ مبارکہ سراسر خلقِ خدا کے لیے رحمت ہی رحمت۔ پوری تریسٹھ سالہ زندگی ایسی بے داغ چمکتی چادر 'کہ کوئی معمولی دھبہ نہ دکھایا جاسکے۔ اس راہبر ؐ کامل کے ہوتے ہوئے اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرنا کیسی بے نصیبی ہے۔

حبِ رسولؐ کا تقاضا ہے کہ آپ ؐ کی پوری پوری فرمانبرداری کی جائے اور ساری زندگی اسی عہد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی وفا میں گزر جائے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

اذلۃ علی المومنین ، "مومنوں پر نرم" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اہلِ ایمان کے مقابلے میں 'اپنی طاقت کبھی استعمال نہ کرے۔ اس کی ذہانت 'اس کی ہوشیاری 'اس کی قابلیت 'اس کا اثر و رسوخ 'اس کا مال 'اس کی جسمانی قوت 'کوئی چیز بھی مسلمانوں کو دبانے اور ستانے اور نقصان پہنچانے کے لیے نہ ہو۔ مسلمان اپنے درمیان اس کو ہمیشہ نرم خو 'رحمدل 'ہمدرد اور حلیم انسان پائیں۔

حضور ؐ نے فرمایا: جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے 'اس کا ہاتھ محبت سے پکڑتا ہے 'تو دونوں کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جیسے خشک درخت کے پتے تیز ہوا میں جھڑتے ہیں۔ چاہے دونوں کے گناہ سمندروں کے جھاگ برابر ہوں 'سب معاف ہو جاتے ہیں۔

مومن کی شان گلاب کے شگفتہ و دلکش پھول کی طرح ہے۔ جس شاخ پر مسکرا رہا ہوتا ہے 'وہ شاخ کانٹوں سے بھری ہوتی ہے۔ اسے دوسروں سے زخم پہنچیں تو بھی یہ کسی کو ذرا دکھ نہیں دیتا۔ اللہ کے رسول ؐ نے فرمایا: لوگوں سے محبت کرنا آدھی عقل مندی ہے۔ یعنی دیگر تمام امورِ حیات کی دانائی ایک طرف 'اور صرف انسانوں سے محبت کا عمل ایک طرف۔ حضور ؐ نے فرمایا: مومن سراپا محبت و الفت ہے۔ اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ کسی سے الفت رکھتا ہو 'نہ کوئی دوسرا اس سے انس رکھے۔

تمنا ہر فردِ بشر کی یہ ہے کہ لوگ مجھ سے پیار کریں۔ نسخہ نہایت سادہ اور آسان ہے کہ آپ ہر

کسی سے پیار کریں' لوگ آپ سے پیار کرنا شروع کر دیں گے۔

مگر مومن کی شان صرف یہ ہی نہیں کہ خود صاف دل رہے' بلکہ دوسروں کے دل کی صفائی کا اہتمام کرے۔ کسی کو کسی سے غلط فہمی ہے تو اسے رفع کروائے تاکہ سب کے دل ایک دوسرے کے لیے صاف ہوں۔ دل صاف ہو جائیں تو زبان خود بخود صاف ہو جاتی ہے۔ غیبت کے تیرو نشتر زبان سے اسی وقت چلتے ہیں جب دل میلا ہو۔

حضور ؐ کا یہ فرمان بھی ہے کہ حُسنِ ظن بھی عبادت کے حسین مدارج سے ہے۔ جتنا بھی ممکن ہے دوسرے کے بارے میں دل صاف رہے۔ خواہ مخواہ دوسروں کی کرید لگاتے پھرنا' پھر اس کے چرچے کرنا' مناسب کام نہیں۔

خداوند کریم ہمیں ان ارشادات نبوی ؐ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب کر دے۔ آج ہمارے اڑوس پڑوس میں کتنے مظلوم و مجبور' مرد' عورتیں' بچے' بوڑھے سسک رہے ہیں' بلک رہے ہیں۔ کون ہے جو اپنی آنکھ کے درد کی طرح' کسی دوسرے مسلمان کے درد کا درماں کرے؟ کون ہے جو حضور ؐ کی طرح دوسروں سے دکھ سہہ کر' ان کے سکھ کا سامان کرے؟ کون ہے جو دشمن سے پتھر کھا کر' انھیں دعائیں دے؟ کون ہے جو سرِشام پریشان حال بڑھیا کا سامان اٹھا کے' اسے منزل تک پہنچا آئے؟ کون ہے جو ابوبکر ؓ کی طرح رات کی تاریکی میں' ایک معذور بڑھیا کے گھر کی صفائی کرے؟ کون ہے جو عمر ؓ کی طرح' راشن اپنی کمر پر اٹھا کر' اپنی بیوی کو ساتھ لے کر کسی خانہ بدوش کی مدد کو جا پہنچے؟ کون ہے جو عثمان ؓ کی طرح اپنا سارا مالِ تجارت جہاد میں جھونک دے؟ کون ہے جو علی ؓ کی طرح' دشمن کے سینے پر بیٹھ کر' صرف اس لیے اسے چھوڑ دے کہ اس نے منہ پر تھوک دیا تھا؟ کون ہے جو دخترِ حاتم طائی کو ننگے سر گرفتار دیکھ کر' اپنی چادر مبارک سے' اس کا سر ڈھانپ دے؟ ہے کوئی آج' جو اپنے ملازم کو سواری پر بٹھا کر' خود پیدل چلے؟ ہے کوئی جو مہمان کو کھلا کر خود بھوکا سو جائے؟ ہے کوئی جو اپنے اوپر کوڑا پھینکنے والی کی عیادت کرے؟ ہے کوئی جو غریبوں کی مجلس میں بیٹھ بیٹھ کر ان کی دلجوئی کرے؟

اللہ کی محبت' اس کے رسول ؐ کی محبت' مسلمان بھائی کی محبت' انسانوں کی محبت' جو اللہ کی عیال ہیں۔ یہی دل کی زندگی اور قوت کا سامان ہے' اور دل کی زندگی ہی اصل زندگی ہے۔